لاہور میں نوآبادیاتی عہد میں مذہبی ومناظراتی اُردو نثر

ڈاکٹر نسیمہ رحمٰن،ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

In Lahore, during colonial era Islamic and Christian religious activities were at their peak. The basic reason of which was that with the arrival of Britishers there started a tug of war between western and eastern cultural values, new and old education system and among different schools of thought along with Islam and Christianity. As a result, Urdu prose expanded in religious writings and its capability increased to meet the requirements to the best of its abilities and a worth mentioning storage of religious writings came into being. During colonial era, Lahore was the centre of attention in terms of religious activities. From religious point of view, an ambience of dialogue was prevalent at that time therefore most of the writings were based on discussions and dialogues. Such a religious literature is being highlighted at length in this essay with great curiosity and research.

انیسویں صدی کے وسط سے ہی لاہور میں ذہنی بے چینی اور داخلی کشمکش اپنے عروج پر تھی۔ یہاں انگریزوں کی آمد سے بیک وقت مغربی ومشرقی تہذیب واقدار؛ جدید وقدیم نظام تعلیم اور مختلف مکتبۂ فکر کے ساتھ اسلام اور عیسائیت میں بھی کشمکش شروع ہوگئی۔انگریز لاہور میں جیسے جیسے سیاسی طور پر مضبوط ہوتے گئے ویسے ویسے اپنے تہذیبی ومذہبی اثرات کو بھی پھیلانے کا زیادہ منظّم طریقہ اختیار کرتے چلے گئے۔ بالخصوص عیسائی مشنریوں نے اس کام کو بڑے خلوص کے ساتھ انجام دیا اور یہ حقیقت ہے کہ انگریزی تہذیب وتمدن کو لاہور سمیت پنجاب بھر میں پھیلانے میں ان کا بنیادی کردار رہا ہے جس کا اصل محرک یورپ کا یہ خیال تھا کہ ہندوستان میں عیسائی حکومت کی سرپرستی میں ایک مسیحی کلیسا کی بنیاد رکھی جائے۔ لاہور میں بھی ان کی مذہبی سرگرمیاں جاری رہیں۔تحریر واشاعت کے ذریعے عیسائی مشنریوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے اردو نثر کا سہارا لیا۔اگرچہ اس سے اردو نثر کا دامن وسیع ہوا کہ مذہبی موضوعات کی ادائیگی اور اس کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ اور ایک قابل قدر ذخیرہ فراہم ہوا لیکن ان نثری تحریروں کی نوعیت زیادہ تر مناقشانہ تھی۔اس حوالے سے دیکھیں تو اردو نثر میں مذہبی ادب کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔

انیسویں صدی کے نصف اول تک لاہور میں مسلمانوں کے مذہبی ادب کے لیے فارسی اورعربی زبان استعمال کی جاتی رہی اس حوالے سے عہد مغلیہ سے رنجیت سنگھ کے عہد تک جوعلماءنظر آتے ہیں ان میں سیدعبداللہ لاہوری، شیخ حمید سنبھلی،حکیم الملک گیلانی، شیخ سعداللہ بنی اسرائیلی، شیخ اسحاق کاکو، ملا جمال تلوی، شیخ منصور لاہوری، مولانا علاؤالدین، شیخ منورلاہوری، شیخ مبارک ناگوری، شیخ معین لاہوری، شیخ موسیٰ حداد، ملاہادی محمد،مولانا محمد مفتی، مولانا الہ دادلنگرخانی، قاضی صدرالدین لاہوری، ملا ابوالفتح لاہوری، ملا اسحاق کاکرلاہوری، شیخ نعمت اللہ لاہوری، شیخ نورالدین کمبوہ لاہوری، ملا ہاشم کمبوہ، ملاشمس خان کمبوہ لاہوری، ملا بایزید لاہوری،مفتی اسماعیل، ملا حسام الدین لاہوری، ملاعبدالقادر بدایونی،مولانا میر کلاں،مولانا علی احمد نشانی، ملاعبدالسلام لاہوری، میرک شیخ ہروی، ملا سید عبدالخالق،مولوی محمد سید اعجاز،مولوی عبدالحکیم گیلانی، ملا یوسف،مولانا عصمت اللہ،مولانا محمد اسماعیل سہروردی، شیخ محمد طاہر،مولانا ابوالخیر، شیخ جان اللہ، شیخ ابوالکریم چشتی لاہوری، شیخ جان محمد لاہوری،مولوی محمد صدیق لاہوری،مولانا محمد فاضل بدخشی، ملا عبدالسلام دیوی،مولانا عبداللطیف سلطان پوری، ملا یعقوب لاہوری، ملا جمال نیشاپوری، ملاجامی لاہوری،مفتی محمد باقر لاہوری، ملاعبدالحمید لاہوری، حاجی محمد سعید، ملاعصمت اللہ،مولوی نظام الدین،شاہ رضا شطاری، ملامحمد اکرم ولد یحییٰ لاہوری، شیخ عبدالعزیز، شاہ عنایت قادری شطاری،مولانا عابد لاہوری،مولانا شہریار،مولانا محمد صدیق، حافظ روح اللہ لاہوری،خلیفہ غلام رسول وغلام اللہ،مولوی غلام فرید،مولوی غلام محی الدین بگوی،مولوی احمد دین بگوی،مولوی غلام محمد بگوی، حفظ ولی اللہ،مولوی حافظ غلام رسول،مولوی محمد دین فوقی، جیسے صاحبانِ علم نے فقہ،منطق،معقولات،منقولات،اصول حدیث،معانی،ادب منطق اورقرآنی علوم کی ہر شاخ پرلکھا۔

جہاں تک عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا تعلق ہے تو وہ عہد مغلیہ سے ہی پروان چڑھنا شروع ہوئیں۔(۱) عہد اکبر میں ۱۵۹۱ء میں اکبر کی دعوت پر پہلی بار یورپ سے کچھ پادری تبلیغ مذہب کے شوق میں گوا سے لاہور آئے جوجیسوٹ تھے۔اکبر چونکہ مختلف مذاہب کو جاننے کی جستجو رکھتا تھا اس لئے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور ان سے نہ صرف انجیل کے مطالب کو سمجھنے کی کوشش کی بلکہ لاہور میں انہیں اپنے مدارس قائم کرنے کی بھی اجازت دی۔ چنانچہ لاہور میں انہوں نے اپنا ایک مدرسہ قائم کیا جس میں یہ پادری عام تعلیم کے ساتھ پرتگالی زبان بھی سکھاتے تھے۔ان کا انداز تعلیم مذہب کی بالا دستی پر مبنی تھا اور تعلیم کا سارا دارومدار عیسائیت پر منحصر تھا۔۱۵۹۴ء میں پادریوں کا ایک اورگروہ لاہور آیا جس نے پہلے سے زیادہ سرگرمی اورمستعدی کے ساتھ عیسائیت کا پرچار کیا۔نتیجتاً کچھ لوگوں نے عیسائیت اختیار کر لی۔ یہ سلسلہ بتدریج پھیلتا چلا گیا۔ ابتدا میں ان کی سرگرمیاں تخریب کارانہ اور مناقشانہ انداز کی نہ تھیں یہی وجہ ہے کہ انیسویں صدی کے نصف اول میں لاہور میں ان کا دائرہ اثر نسبتاً محدود رہا پھر سکھ عہد میں بھی مہاراجا کی مذہبی پالیسی کی وجہ سے کوئی خاص اثر ورسوخ حاصل نہ ہوسکا۔ جوالحاق پنجاب(۱۸۴۹ء) کے بعد حاصل ہوا۔ عیسائی مشنریوں نے اردو زبان کو سیکھا اوراس کے ذریعے اپنی مذہبی سرگرمیوں کو پھیلایا۔ انیسویں صدی کے نصف اول میں مذہبی ادب کا دائرہ محدود تھا اور مذہبی دل آزاری کا باعث بھی نہ تھا لیکن الحاق

پنجاب کے بعد جو مذہبی ادب منظر عام پر آیا اس کی نوعیت زیادہ تر مناقشانہ مباحث اور مناظروں کی تھی کیونکہ پنجاب جیسے ہی انگریزوں کے قبضے میں آیا عیسائی مشنریوں کو عیسائیت کی تبلیغ کے لیے کھلی چھٹی مل گئی۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۸۷۲ء میں اردو نثر میں صرف مذہبی رسالہ جات کی تعداد ۱۹۵ تھی۔(۲) عیسائیت کے فروغ کو حکومتی سرپرستی حاصل تھی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۵۲ء میں ایڈمنسٹریشن بورڈ کے سربراہ ہنری لارنس کی زیرصدارت سرکاری سرپرستی میں ''چرچ مشن ایسوسی ایشن'' کا قیام عمل میں آیا اور تقریباً ایک عشرہ بعد لاہور میں منعقدہ پنجاب مشنری کانفرنس کے موقع پر اعلی سرکاری حکام اور مشنریوں کی مابین گپ شپ اور باہمی میل جول بھی اس بات کا غماز ہے کہ انگریز حکمران عیسائیت کے فروغ کے کس قدر خواہاں تھے پھر ۲۰ مئی ۱۸۵۶ء میں لندن میں لارڈ سالبری کی زیرصدارت جلسہ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہندوستان میں ایک انجمن ''کرسچین ورنیکلیولر ایجوکیشن سوسائٹی آف انڈیا''(۳) (Christian Vernacular Education Society of India)(عیسائی انجمن ہند برائے تعلیم السنہ ملکی) کے نام سے قائم کی جائے جو ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں درسگاہیں قائم کرے جن میں عیسائیت کے اصول اس ملک کی زبان میں سکھائے اور کتابیں عیسائی مذہب کو ملحوظ رکھ کر مرتب کی جائیں۔یہ سوسائٹی ۱۸۵۷ء کے بعد قائم کی گئی۔انگریز مبلغین عیسائیت کی مقدس کتابوں اور تشریحی رسالوں کا اردو ترجمہ تقسیم کرنے پر ہی اکتفا نہ کرتے بلکہ اردو زبان میں وعظ و تلقین بھی کیا کرتے تھے۔عیسائیت کی مذہبی کتب کے تراجم جن میں ''حیات پال'' پولس) جسے انگریزی میں مسٹر آر کسٹ (Mr. R. Cust) نے لکھا اور اس کا اردو ترجمہ پنڈت سورج بھان اور اجودھیا پرشاد نے کیا جو ۱۸۶۰ء میں لاہور سے چھپا۔(۴) اس قسم کی تبلیغی کتب کو تقسیم کرنے کے علاوہ عیسائی مبلغین نے ملک کے طول وعرض میں کلیسا اور گرجا گھر اور مدرسے تعمیر کیے۔یہاں تک کہ کیتھولکوں کی طرح ۱۸۷۵ء میں لاہور میں ایک کلب بھی قائم کیا گیا جہاں تعلیم اور دل بہلانے دونوں کا سامان تھا۔(۵) نیز اردو نثر میں عیسائی ادب کو فروغ دینے کے لیے لفٹیننٹ گورنر صوبہ جات شمالی ومغربی نے عیسائی تصانیف کے لیے وظائف مقرر کیے اور عیسائی مشنریوں سے کتب لکھوائی گئیں۔کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں عیسائیوں نے چھاپہ خانہ بھی لگوائے۔''پنجاب ریلجس بک سوسائٹی'' قائم ہوئی۔پادری رابرٹ کلارک اس کے سیکرٹری تھے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس سوسائٹی کا مقصد مذہبی کتب کی اشاعت تھا۔اس سوسائٹی کی رپوٹوں اور یہاں چھپنے والی کتابوں کا ذکر گارساں دتاسی نے جابجا اپنے مقالات میں کیا ہے۔اس کے علاوہ لاہور میں سفیر اسقف (جو پوپ کے نائب کے مماثل تھا) متعین کیا گیا۔جس پر غالباً فرانسس بیرنگ (Francis Baring) کو مامور کیا گیا جو پنجاب میں بطور مشنری رہ چکا تھا۔اس نئی اسقفی کے قیام کے لیے کلکتہ کے بشپ مل مین کے نام پر مل مین میموریل فنڈ بھی قائم کیا گیا۔

چنانچہ اب عیسائی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیاں بے ضرر نہ رہی تھیں۔دیگر مذاہب کی نسبت اسلام زیادہ اس کی زد میں آیا کیونکہ دونوں مذاہب کی کچھ اصطلاحات،عقائد وارکان کسی حد تک مشترک اور مماثل تھے۔لہٰذا مسلمانوں کو تبدیلی مذہب کے فریب میں مبتلا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔جس میں انہیں کسی حد تک کامیابی بھی

ہوئی۔ مذہب کی تبدیلی کی اس کامیابی اور مسیحی ومشنری سرگرمیوں کا اظہار گارساں دتاسی اپنے ''خطبات'' اور ''مقالات'' میں بڑے فخر سے بیان کرتا ہے۔تبدیلی مذہب کے اقدام کا مقصد مسلمانوں کی دینی حمیت کو زک پہنچانا تھا۔سیاسی طور پر تو وہ پہلے ہی کامیاب ہو چکے تھے اب مسلمانوں کی دینی تنظیم کو ختم کر کے ان کی رہی سہی سیاسی یک جہتی بھی ختم کرنا چاہتے تھے۔سر جان میلکم کا یہ بیان اسی بات کی عکاسی کرتا ہے:

> ''اس قدر وسیع سلطنت میں ہماری غیر معمولی قسم کی حکومت کی حفاظت اس امر پر منحصر ہے کہ ہماری عملداری میں جو بڑی جماعتیں ہیں ان کی عام تقسیم ہو اور پھر ایک جماعت کے ٹکڑے مختلف ذاتوں اور فرقوں اور قوموں میں ہوں۔جب تک یہ لوگ اس طریقہ سے جدا رہیں گے اس وقت تک غالباً کوئی بغاوت اٹھ کر ہماری قوت کا استحکام متزلزل نہ کرے گی (۶)

نتیجتاً پنجاب میں ریورنڈلی، چارلس فورسٹر، پادری ڈاکٹر کارل فنڈرز، پادری لیفرائے، چارلس ولیم فورمین، این ڈبلیو گارڈن ریورنڈ ٹی-آر کلارک، خامس وائی فرنچ، رولینڈ، آر بٹ مین، واٹرلٹیٹ سٹائن، بوفائین، مسٹر مکنٹوش، (۷) ہنری مارٹن، جمیز، پادری عمادالدین، پادری رجب علی، ٹامس ہنٹر، ڈاکٹر جے سی آر یوئنگ، پادری صفدر علی، پادری رامچند رپٹیالوی اور پادری طالب الدین جیسے عیسائی مشنریوں نے اپنی مذہبی سرگرمیوں کا جال پھیلانا شروع کیا اور اسلام اور ارکان اسلام پر رکیک اور گستاخانہ حملے کیے۔مسیحی مشنریوں کی ان کارروائیوں کا مقصد مسلمانوں کے اسلامی عقائد وتعلیمات اور مذہبی راہنماؤں پر نقطہ چینی کرنا تھا تاکہ لوگ اپنے آبائی مذہب سے بددل اور ذہنی طور پر مسیحیت قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ لاہور میں ''کوہ نور'' کے سابق مدیر مولوی میاں عبداللہ، (۸) پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے پروفیسر مولوی حسن شاہ (۹) اور ایک مطبع کے مالک سید علی شاہ (۱۰) نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا یہاں تک کہ ''لاہور کے ایک بوڑھے فقیر نے بھی بیعت کر لی اور وہ مسجد جس کا وہ متولی تھا پادری آر بیٹمین (R.Bateman) کو دے دی کہ اس میں مشن سکول بنا لے۔''(۱۱)

۱۸۵۷ء کے بعد ڈاکٹر سید عبداللہ مذہبی ادب کے اس رجحان کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس کا سبب کچھ تو یہ ہے کہ اس سے پہلے دور میں عیسائیوں نے کمپنی کی حمایت کے سائے میں تبلیغ عیسائیت کا جو پروگرام بنایا تھا اس کے اثرات دیر تک رہے اور کچھ اس وجہ سے کہ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد سیاسی سرگرمیوں کے لیے بہت کم گنجائش تھی۔لہٰذا ساری توجہ ان مشاغل میں مرکوز ہو گئی'' (۱۲)

اس دوران عیسائیت کے موضوع پر اور اسلام کے خلاف اردو میں جو کتابیں منظر عام پر آئیں ان میں ''تفسیر مکاشفات'' مصنفہ پادری عمادالدین جو ۱۸۷۰ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔۱۴۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکاشفات یوحنا سے متعلق ہے۔مکاشفات یوحنا جو ''بہ عہد جدید (انجیل) کے آخری باب کا نام ہے اور حضرت مسیح کے ایک حواری یوحنا کے خواب کی تفصیل پر مشتمل ہے۔'' (۱۳) پادری عمادالدین ہی کی تصنیف ''آثار قیامت'' (۱۸۷۰ء) (۱۴) جس میں قیامت کے روز مردوں کے زندہ ہونے کے مسئلے پر بحث کی گئی ہے ان کی تین اور کتابیں

''اعجاز القران، تاریخ محمدی (۱۸۶۰ء) اور تحقیق الایمان'' (۱۸۶۷ء) لاہور سے چھپیں اور مذہبی دل آزاری کا باعث بنیں۔ عیسائیت کی مذہبی تعلیم پر مبنی ایک اور کتاب ''حجت الاسلام'' مصنفہ پادری رجب علی و سیموئل جونس ۱۸۷۷ء میں شائع ہوئی۔ لاہور کے ریورنڈ رابرٹ کلاک نے اردو زبان میں عیسائی مذہب پر مسیحی ادب کی کتب دتاسی کو بھیجیں جن میں ۲۱۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب جو پادری عمادالدین نے لکھی اور ۱۸۷۱ء میں لاہور سے شائع ہوئی جبکہ دوسری کتاب ''تعلیم محمد'' کے نام سے تھی جس کی بابت گارساں دتاسی لکھتا ہے''عمادالدین ایک اور دوسری کتاب تعلیم محمد کے نام سے لکھ رہے ہیں اس کتاب کے لکھنے میں بہترین دیسی ماخذ استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ہندوستان کے مسیحی ادب میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔تبلیغ واشاعت کے کام میں ان دونوں کتابوں سے بہت مدد ملے گی۔''(۱۵) اردو نثر میں عیسائی ادب کو فروغ دینے کے لیے لفٹیننٹ گورنر صوبہ جات شمالی ومغربی نے اپنی جیب سے ہزار، پانچ سو، ڈھائی ہزار اور ساڑھے بارہ سو فرانک کے انعامات اس قسم کی عیسائی تصانیف کے لیے مقرر کیے۔(۱۶)

علاوہ ازیں ۱۸۷۲ء میں ریورنڈ رابرٹ کلارک نے Punjab Book and Treaty Society اور دوسری معاون مجلس بائیبل (Auxiliary Bible Society) جو کتاب مقدس کے مکمل یا جزئی ترجمے شائع کرتی، کی سالانہ روداد مرتب کیں ان سے دیسی عیسائی ادب کی ترقی سے عام ادبیات کی ترقی میں خدمات کا اندازہ ہوتا ہے۔(۱۷) پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کی یکم نومبر ۱۸۷۴ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۸۷۵ء کی رپورٹ کے مطابق اردو میں ۱۶۹۷ مذہبی کتب شائع ہوئیں۔ پادری کلارک ہی نے ۱۸۷۶ء میں ''انجیل متی کی تفسیر''''خزینتہ الاسرار''اور ''اعمال حواریین'' کی شرح بھی شائع کی۔اس کے علاوہ جیسکا (Jessica) کی پہلی دعا'' Old Man's Home''نامی تمثیلی قصہ کا اردو ترجمہ، Dublin Script Text Book کا ترجمہ ''تفصیل کلام''(بائیبل کا خلاصہ) پادری کلارک کا برہمو سماج پر لیکچر کا اردو ترجمہ پادری عمادالدین نے ''سوال روح و جواب الٰہی'' کے عنوان سے کیا جبکہ مسٹر زینکر (Zencher) نے''عیسوی کلیسا کی تاریخ ''لکھی۔(۱۸)

عیسائی مشنریوں کے اس فتنے کا مجاہدانہ سدباب کرنے کے لیے حافظ ولی اللہ لاہوری، مولانا الطاف حسین حالی، مولوی فیروزالدین لاہوری، مولوی سید نصرت علی دہلوی، مولانا فقیر محمد جہلمی، مولانا الفت حسین دہلوی، مولانا رحمت اللہ عثمانی کیرانوی، مولوی رکن الدین، محمد علی بخش، مولانا قاسم نانوتوی، سید ابوالمنصور، مولوی ابورحمت حسین، مولوی سید عماد علی اور مولوی فتح محمد قصوری جیسے جید علماء حضرات نے بھی فکری مباحثوں اور مناظروں سے ان کو منہ توڑ جواب دیا۔ حافظ ولی اللہ لاہوری جو انیسویں صدی میں پنجاب کے ممتاز ترین علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ ان کی علمیت کا اظہار کنہیالال ہندی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''یہ ایک شخص عالم معتبر لاہور کے علماء میں سے تھا۔انگریزی عہد میں اس نے علم پڑھا اور ترقی پائی کہ سب سے گویا سبقت لے گیا۔ مناظرے کے علم میں اس کو یہ استعداد تھی کہ بڑے بڑے پادری عیسائی اس کے روبرو بول نہیں سکتے تھے واعظ نہایت عمدہ کہتا تھا۔ باوجود نابینائی کے خدا

نے دل کی روشنی اور عقل کا جوہر اس کو ایسا دیا تھا کہ سب کتابیں اس کی نوک زبان تھیں۔ حکام وقت اس کی عزت کرتے تھے اور عدالت سے فتاویٰ اسی سے طلب کیے جاتے تھے۔'' (۱۹)

حافظ ولی اللہ لاہوری نے ۱۸۶۷ء میں اپنے تحریری مناظرہ ''مباحث دینی'' کے ذریعے پادری عماد الدین کے تحریری مناظرہ کا جواب لکھا۔ان کا یہ مناظرہ مولوی فقیر محمد جہلمی نے تکملہ اور حواشی کے ساتھ مرتب کر کے مطبع مصطفائی لاہور سے شائع کیا۔حافظ ولی اللہ لاہور نے اپنی زبانی املا کے ذریعے اردو نثر کو عالمانہ انداز بیان عطا کیا جو سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ مربوط بھی ہے۔مثال کے طور پر ''مباحث دینی'' ان کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

''قرآن شریف میں اخبار غیب بہت سے بیان ہوئے ہیں اور وقوع ان کا متابع قرآن شریف کے ہوتا رہا ہے چنانچہ تفصیل اخبار غیب کی کتاب تصدیق المسیح میں مفصل موجود ہے طالبان حق اسے دیکھ لیں۔قرآن شریف میں اگلے انبیاء کی خبریں مفصل درج ہیں حالاں کہ آں حضرتؐ نے عمر بھر کسی شخص سے علم حاصل نہیں کیا۔پس اس سے ثابت ہوا کہ ضرور یہ تعلیم الہیٰ ہے۔'' (۲۰)

حافظ ولی اللہ لاہوری نے پادری عمادالدین کی ایک اور کتاب ''تحقیق الایمان'' کے جواب میں ''صیانت الاسلام دوسته الشیطان'' (۲۱) (۱۸۷۳ء) اور چالیس صفحات پر مشتمل رسالہ ''ابحاث ضروری'' (۲۲) عیسائیوں کے رسالہ ''شکوک کفارہ'' (۱۸۷۴ء) کے جواب میں لکھا جس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مذہبی مباحث کو بیان کیا ہے جو ۱۸۷۸ء میں شائع ہوا۔۱۸۷۳ء میں ''دجال مسیح'' مؤلفہ رامچند ر پر فتح محمد بیگ نے محققانہ اور مدققانہ تبصرہ کرتے ہوئے کتاب میں کیے گئے اعتراضات کو رد کیا۔مولانا محمد رکن الدین نے اپنی کتاب ''بطلان اصول مذہب عیسوی'' (۱۸۷۳ء) میں عیسائی تصانیف کے ذریعے عیسائی مذہب کی تردید کی ہے۔لاہور ہی سے ایک اور باکمال مناظر مولوی سید محمد ابوالمنصور نے بھی ''انعام عالم در جواب آئینہ اسلام'' (۱۸۷۳ء) دو مشنریوں کی کتاب ''آئینہ اسلام'' (مطبوعہ لکھنؤ) کے جواب میں لکھی۔اس کے علاوہ ایک اور کتاب ''یادداشت واعظین'' (۲۳) مصنفہ مولوی سید نصرت علی دہلوی بھی ''آئینہ اسلام'' کی تردید میں لکھی گئی۔سید محمد ابوالمنصور کی کتاب پر تبصرہ اور اس کی نوعیت بیان کرتے ہوئے ''اخبار پنجابی'' لکھتا ہے:

''انعام عالم در جواب آئینہ اسلام'' اصل میں سمیویل جونس اور رجب علی مشنریوں کی کتاب ''آئینہ اسلام'' کی جو امریکن پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے تردید ہے۔جو ان مشنریوں نے مسلمانوں میں دو سو پچاس فرقے کیے ہیں اور لکھا ہے کہ شروع اسلام ہی سے یہ حال تھا اور ان کا دعویٰ ہے کہ عیسائی فرقوں کا یہ حال نہیں مصنف نے ان اعتراضات کا مکمل اور فیصلہ کن جواب دیا ہے۔مشنریوں نے غلط طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان فرقوں میں سے آٹھ خدا کو نہیں مانتے۔چودہ رسول کو اور پندرہ قرآن کو نہیں مانتے اور اسی طرح سینتیس حلقہ اسلام سے بالکل خارج ہیں۔مولوی صاحب نے جواب میں اپنے دلائل میں یہ ثابت کیا ہے کہ عیسائیوں میں

اٹھاسی فرقے موجود ہیں جن میں سے چھ روح القدس کو نہیں مانتے، پچیس حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قائل نہیں آٹھ (مسلمانوں کی طرح) حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے کے قائل نہیں۔سولہ عہد نامہ قدیم وجدید (یعنی توریت وانجیل) کے آسمانی کتاب ہونے پر ایمان نہیں رکھتے اور باقی پینسٹھ فرقے ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔مصنف نے ان کتابوں کے حوالے دیئے ہیں جن کا مستند ہونا مسلمہ ہے۔مصنف نے جو محنت برداشت کی ہے اس کی تحسین ہمارا فرض ہے کیونکہ اس کتاب کے لیے انہوں نے مختلف زبانوں کی کتابوں کے حوالے جمع کیے ہیں برخلاف اس کے ''آئینہ اسلام'' میں جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں صفحات وسطور کی وضاحت نہیں کی گئی ہے لیکن ابوالمنصور کی تصنیف میں صفحات، سطور اور جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اس کی اشاعت کے سال اور مقام کی بھی تشریح کی ہے اس سے اس تصنیف کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ہمارے خیال میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد مشنری پھر جواب دینے کی جرات نہیں کرسکیں گے اور ہمیں متوقع ہے کہ اس کے بعد وہ مناظرے سے دستبردار ہوجائیں گے۔''(۲۴)

۱۸۷۱ء میں لاہور سے ایک اور مناظراتی کتاب ''نغمہ زنبوری ''شائع ہوئی۔۱۱۵ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں پادری عماد الدین اور لکھنؤ کے ایک مولوی کا مباحثہ بیان کیا گیا ہے۔مناظراتی اور مذہبی ادب نے اسلام کے اصولوں جو کہ توریت اور انجیل سے کہیں زیادہ صائب اور درست اساس پر قائم ہیں ان کی نشر واشاعت کی۔نتیجتاً بہت سے ہندو اور عیسائی بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے مثلاً لاہور میں مسٹر ملول (Mr.Melvill) مسٹر جانس (۲۵) اپنی بیوی سمیت مسلمان ہوگئے۔راج گڑھ کا راجا اپنی رعایا سمیت مسلمان ہوگیا۔ایک ہندو نے مسلمان ہوکر اپنا نام محی الدین رکھا اور نومسلموں کی طرح ایک اور کتاب لاہور میں اپنے قدیم مذہب کی تردید میں ''لذت الہند''(۲۶) کے عنوان سے لکھی۔

مناظراتی ادب کے سلسلہ میں مولانا الطاف حسین حالؔی ۱۸۶۸ء میں، پادری عماد الدین کی کتاب ''تحقیق الایمان''(۱۸۶۷ء) کے جواب میں ''تریاق مسموم'' (۱۸۶۸ء) لکھ چکے تھے۔۱۸۷۲ء میں اسی پادری نے ''تاریخ محمدی''(۱۸۶۰ء) کے نام سے ایک اور کتاب لکھی۔جس میں آپؐ پر رکیک الزامات لگائے۔حالی نے فوراً اس کا جواب ''تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے ''(۱۸۷۲ء) تحریر کی۔جو مناظرے کے انداز میں ہے جس میں جذباتی انداز کی بجائے دلائل سے بات کی گئی ہے۔۲۵ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں حالی نے اٹھائے گئے اعتراضات کو منطقی حوالوں اور دلیلوں کے ساتھ غلط ثابت کیا ہے۔جس سے کتاب میں تحقیق کی شان بھی پیدا ہوگئی ہے۔نمونہ عبارت سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

''کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس میں اس کے ہم وطن مدت سے ڈوبے ہوئے تھے خدائے واحد برحق کی پرستش قائم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحیں کیں۔مثلاً دخترکشی کو موقوف کیا نشے کی چیزوں کے استعمال کو اور

قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔منع کیا۔ بہتات سے کثرت ازدواج کا اس وقت رواج تھا۔اس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا۔غرض کہ کیا ایسے بڑے اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ہی ٹھہرا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھی۔''(۲۷)

الطاف حسین حالی (۲۸) نے ۱۸۷۲ء ہی میں ۲۲ صفحات پر مشتمل ایک اور مذہبی کتاب ''شواہد الالہام'' کے نام سے لکھی جس میں نے الہام اور وحی کی ضرورت پر عقلی دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے نیز مثالوں کے ساتھ منطقی نتائج اخذ کرتے ہوئے عالمانہ انداز اختیار کیا ہے۔اسی زمانے میں ایک اور عالم مولوی سید عماد علی نے مسلمانوں کی مذہبی بیداری کے لیے نہایت وقیع اور قابل قدر کام ''تفسیر القرآن'' (۱۸۷۳ء) لکھ کر سرانجام دیا۔گارساں وتاسی اپنے مقالہ ''ہندوستانی زبان و ادب'' میں اس کی بابت خبر دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''لاہور میں مولوی سید عماد علی کی تفسیر قرآن کی طباعت شروع ہوگئی ہے۔ یہ کام بہت قابل قدر ہے کیونکہ یہ پہلی بار ہے کہ اردو میں مسلمانوں کی مقدس کتاب کی واقعی تفسیر شائع ہو رہی ہے اب تک صرف تراجم موجود تھے جن میں کہیں کہیں حاشیوں پر تشریح دی جاتی تھی۔اس کتاب کی اشاعت بھی مسلمانوں کی بیداری کی نشانی ہے............زیرِ نظر کتاب میں پہلے تو اصل آیات ہیں پھر ان کا لفظی ترجمہ (لفظی لیکن صاف اور واضح) زبان میں اور پھر تفسیر جس میں بحث اور ضروری تشریحات داخل ہیں۔''(۲۹)

لاہور میں مسلمانوں کی مذہبی سرگرمیوں میں مولوی سید نصرت علی دہلوی نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے نہ صرف مذہبی تصانیف لکھ کر مسلمانوں کو دین اسلام کے شعور سے بہرہ مند کیا بلکہ عیسائی مشنریوں کی تصنیفی سرگرمیوں کا بھی دندان شکن جواب دیا۔ چنانچہ رد نصاری میں ''تصحیح التاویل'' اور ''افہام والخصام'' (۱۸۷۶ء) (دونوں کتابیں عمادالدین کی کتاب ''تفسیر مکاشفات'' کا جواب میں)''رقیمۃ الوجود'' (پادری صفدر علی کے عیسائی مذہب کی حقانیت پر ''نیاز نامہ'' ۱۸۶۹ء کا جواب) لحن داؤدی (پادری عمادالدین کی کتاب ''نغمہ زبور'' کی تردید) ''یادداشت واعظین'' (کلکتہ کے دو عیسائیوں کی کتاب آئینہ اسلام کی تردید) ''شلاق فی ردتہذیب الاخلاق'' (اس میں حضرت عیسیٰؑ کے جسمانی طور پر آسمان پر جانے کی تردید کی ہے) حرز جان (انبالہ کے عبداللہ ارتہام (Artaham) کی تالیف موسومہ ''رسالہ'' کا جواب) اعزاز قرآن (نوعیسائی ہندو رامچند کی اعجاز قرآن کا جواب دیگر) ''میزان المیزان'' (پادری فنڈر PFANDER کی میزان الحق کا جواب) کے علاوہ ''مناظراتی طرز کی کتاب'' عقوبۃ الضالین'' (عیسائیوں کے بودے اور کمزور جوابات پر مسلمانوں کے قصے)، ''احسان الدلیل فی معلومات تورات والانجیل'' اور کلمۃ الحق (انجیل کے الہامی کتاب ہونے اور حضرت عیسیٰ سے متعلق کتاب) تحریر کر کے مذہبی خدمت کا فریضہ ادا کیا۔(۳۰)

اسی عہد میں حافظ ولی اللہ لاہوری کے معاصر مولوی محمد دین فوقی نے بھی مذہبی حوالے سے گراں قدر

خدمات انجام دیں اور دین و مذہب کی روشنی کو پھیلائے رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔اس حوالے سے ان کی قابل قدر تصانیف میں ''روضۃ الابرار'' ''روضہ الادبار'' ''تفسیر فتح العظیم و بتہاں الصنائع'' ''شرع محمدی'' ''بستان محمدی'' ''رسالہ در علم منطق و فلسفہ و تاریخ ایام الجاہلیہ'' شامل ہیں۔ان کا انداز بیان نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔''روضۃ الابرار'' کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو جس میں اپنے صاحب درس ہونے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''مسجد گیلا نیاں واقعہ بلدہ لاہور میں، میں طلبہ کو درس دیتا تھا اور مسلم العلوم جو منطق کی کتاب ہے پر طلبہ کے سامنے تقریر کر رہا تھا کہ میر عبدالقادر اندرابی معہ اپنے فرزند میر عبدالغنی اور اپنے برادر زادہ سید نورالدین کے موجود تھے۔اسی وقت ایک خضر صورت مسجد میں آئے۔میری تقریر سن کر بڑی مسرت ظاہر کی اور بزبان کشمیری میر اندرابی مرحوم سے کہا اس لڑکے کی تقریر سے فضلائے کشمیر کی تقریروں کی خوشبو آ رہی ہے۔یہ نوجوان انشاءاللہ روز بروز ترقی کرے گا۔''(۳۱)

مذہبی ادب بارے آ گاہی انیسویں صدی کے اخبارات سے بھی ہوتی ہے جن میں ''اخبار پنجابی'' ''رسالہ انجمن پنجاب'' ''اتالیق ہند'' اور دیگر اخبارات شامل ہیں مثلاً ''اتالیق ہند''خبر شائع کرتا ہے کہ''مرزا فتح محمد بیگ مشہور واعظ دین اسلام پر ایک رسالہ تیار کر رہے ہیں جو مسلمانوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا اور اسلام کے صحیح اصول ان لوگوں کو یاد دلائے گا جو فضول خیالات اور جاہلانہ عقائد کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور تعصّبات پر پرورش پا رہے ہیں۔''(۳۲)

مذہبی علماء کے قافلے میں خلیفہ حمید الدین، مولوی نور احمد چشتی، مولوی حافظ سعد الدین، مولوی حسام الدین، مولوی غلام قادر، مولوی غلام محمد بگوی، حافظ روح اللہ لاہوری، مولوی غلام فرید، مولوی احمد دین بگوی، حافظ غلام رسول اور مولوی ممتاز علی وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں جنہوں نے عیسائی پادریوں کی اسلام مخالف سرگرمیوں پر بند باندھا۔انہی کاوشوں میں حافظ ولی اللہ لاہوری کے تلامذہ بھی شدومد سے شریک تھے جن میں منشی سراج الدین، منشی محمد اسماعیل، میاں عبدالعزیز، مولوی الٰہی بخش، مولوی محمد فتح محمد ہوشیار پوری، منشی عبدالکریم لاہوری محض چند ایک نام ہیں۔

مذکورہ بالا احباب نے نہ صرف تحریر و تقریر سے عیسائی پادریوں کو قدم قدم پر شکست دی بلکہ غیر مسلموں میں مذہب اسلام کی صحیح سوجھ بوجھ بھی پیدا کی۔مذہبی ومناظراتی ادب سے جہاں مذہبی بیداری پیدا ہوئی وہیں اردو نثر میں موضوعات اور اسلوب کی بھی نئی راہیں متعین ہوئیں جس سے اردو نثر کو مزید ترقی ملی۔

انیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں اردو نثر میں مذہب پر سب سے زیادہ کتب وجود میں آئیں۔پنجاب میں یہ کتب مسلمانوں، وہابیوں، قادیانیوں اور آریہ سماج کے درمیان قلمی جنگ کا بھی نتیجہ تھیں۔ان کے بنیادی موضوعات تقابل قرآن و وید، حیات نبیؑ قرأت فاتحہ خلف امام، رفع یدین، آمین بالجہر، نور بشر، جمعیت حدیث، ختم نبوت وغیرہ تھے۔الحاق پنجاب کے بعد مسلمانوں کو عیسائی مشنریوں کی جانب سے پہلے ہی سے اپنے

مذہب وعقائد پر جارحانہ حملوں کا سامنا تھا۔اس کے ساتھ ہی متعصب اور بنیاد پرست ہندو بھی مسلمانوں کو اپنی مذہبی جارحیت کا نشانہ بنانے لگے۔اس مقصد کے لیے آریہ سماج تنظیم (۱۸۷۵ء) کا قیام ہوا اور جلد ہی ۱۸۷۸ء میں پنجاب اس کا مضبوط گڑھ بن گیا۔ایسے حالات میں مذہبی ادب کی تخلیق کو مزید تقویت ملی۔انیسویں صدی کے نصف دوم کے اواخر میں جو مذہبی کتب (۳۳) مصنفہ شہود پر آئیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

معجزہ حضرت امام جعفر صادق (میاں امیر)،ستارہ محمدی (محی الدین)،اسلام کی پہلی کتاب سے گیارہویں کتاب تک (مولوی رحیم بخش)،آفتاب محمدیؐ (فقیر محمد)، اخبار الاسلام (عبدالسلام وغلام محمد)،ہدایت المومنین (عبدالعزیز)،مرغوب احمد (نصیر الدین)،ضروریات دین (غلام محمد خان)،توضیح دلائل (غلام دستگیر)،واقعات بابا حضرت فرید الدین گنج شکر (پیر محمد حسین)،مفتاح الغیب (فقیر شہاب الدین)،نصوح المومنین فی حسن البیت والیقین (محمد فضل الدین)،گلدستہ دھرم شاستر (شیونرائن)،پنج ارکان اسلام (سید حامد شاہ)،تحصیل المنال و اصلاح حسن المقال (مولوی مشتاق احمد)،مظہر اسلام (غلام اللہ)، مجموعہ زینت القاری (محمد عنایت احمد)،روضۃ الاصفیا و قصص الانبیاء (محمد طاہر)،مجموعہ اسرار نہانی (ملک ہیم راج)،کتاب تعویذات اردو (سید محمد صدیق حسن)،شریعت کا آرا (فتح محمد)،اسلام کا ملکی اور عدالتی انصاف (سید محمد حسین)،مسئلہ الہام (منشی جیون داس)،تحفۃ المتقین (محمد حافظ الدین)،منہاج غرہ (نصیر الدین سلیمان)،رسالہ بطلان تثلیث (محمد چراغ الدین)، فقہ محمدو فقہ احمدیہ حصہ اوّل (محی الدین)،رد تناسخ (نور الدین)،تشہید فی ضرورت ثبوت تقلید مصنف مولوی (مشتاق احمد)،الکلام المبین فی بیان تجہیز تکفین (سید رحمت علی)انور نغمانیہ (مولوی محمد فضل الدین)انوار محمدی (مولوی غلام مصطفیٰ)ذکر الحکیم (ابوالحکیم خان)ازالہ اوہام حصہ اوّل و دوم (مرزا غلام احمد ملعون)گیڈر نامہ (سعید اللہ) تعلیمات رحمانی (مولوی عبداللہ شاہ)،نور اسلام (مولوی محمد حسن علی)،مباحثہ دینی (الہیٰ بخش)،سفر سعادت اردو رسالہ اصول حدیث اردو (فقیر اللہ)،تحقیق الاسلام (مولوی غلام نبی)،تائید آسمانی در ردّنشان آسمانی (منشی محمد جعفر)،ارکان خمسہ (سید ابوالقاسم)،تحفۃالمحسنین (مولوی محمد احسان)،ہدایت المہتدین (نواب قطب الدین)،ستہ ضروریہ اوررسالہ اقتصاد فی ضیاد (محمد عبید اللہ)،لیکچر مسلمانوں کی نماز پر (محمد صدیق حسن)،کشف الالتباس (مولوی محمد حسین)،انہزام قادیانی و اظہار فریب قادیانی (محمد سعد اللہ)،الاخوت (خوشی محمد)،برکات الدعا،حجۃ الاسلام اور انوار الاسلام (مرزا غلام احمد ملعون)، تصدیق الاسلام از تورات و انجیل (مولوی غلام نبی)کتاب تعلیم محمدی (پادری عماد

الدین)،سعادت الدارین فی اطاعت الوالدین (مولوی الٰہی بخش)،زیارت قبور (مغیث الدین)،رسالہ اظہار الہدی (سید اکرام حسین)،مصباح الاسلام فی دفع الاوہام،مدح رحمانی اور قصص الکاملین (حافظ خلیل الرحمٰن)،تصدیق الاسلام (ڈاکٹر لٹینر)،رسالہ جلالیہ (سید کرم حسین)،توزین الاقوال اورترجمۃالقرآن (پادری عمادالدین)،تقدیس الرسول الطعنہ المجہول،الوہیات مسیح اور تثلیث کا رد اور عیسائیوں کی دین داری کا نمونہ (مولوی فیروزالدین)،ہماری افسوسناک حالت (لالہ گنگارام)،اسلام (فتح محمد خان)، ترجمان وہابیہ (سید محمد صدیق)،کاشف المرہون (مولوی عبدالکریم)،نصیحت الاسلام (سید الطاف علی)،اسرار الاسلام اورالہام فطرت (غلام حیدر)،خصائل النبیؐ (مولوی ثناءاللہ)،دولت عقبی (بابوعبدالقادرخان)،شف الوراء (محمد مبارک علی)،تحفہ شمیم (ہندو مذہب پر تبصرہ) (پنڈت شیونرائن شمیم)،شرع محمدی (چار جلدوں میں) (مفتی محمد عبداللہ ٹونکی) کےعلاوہ غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب"غنیۃ الطالبین" کااردوترجمہ فقیر سید شہاب الدین نے کیااور "محسن اعظم و محسنین"(حضور اکرمؐ اوراصحاب کبار کےحالات زندگی) کرنل فقیر سید وجیہہ الدین نے لکھی۔

حواشی:

۱۔ اس کی تفصیلی روداد کے لیے ملاحظہ ہو"فرنگیوں کا جال "مصنفہ امداد صابری(دہلی:علی محمد شیر میوات،۱۹۷۹ء)

۲۔ گارساں دتاسی:"مقالات گارساں دتاسی"(جلداول)(کراچی،انجمن ترقی اردو پاکستان،طبع دوم،۱۹۶۴ء)ص:۳۸۶

۳۔ ایضاً،ص:۱۴۸

۴۔ ایضاً،ص:۳۰۳

۵۔ گارساں دتاسی:"مقالات گارساں دتاسی" (جلددوم)(کراچی،انجمن ترقی اردو پاکستان،طبع دوم،۱۹۷۵ء)ص:۲۲۶

۶۔ عبادت بریلوی،ڈاکٹر؛فیاض محمود،سید:"تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند"(نویں جلد) (لاہور،پنجاب یونیورسٹی،۱۹۷۲ء،)ص:۵۸۸

۷۔ مذہبی قسم کا انگریز جولاہور کے نارمل سکول کا ناظم تھااس نے عمادالدین کوتوریت،انجیل اور مذہبی جدل کی کتب کا مطالعہ کرنے میں مدد دی جس سے عمادالدین (مولوی کریم الدین کے بھائی) نے مسیحیت کا مذہب قبول کیا۔(خطبات دتاسی،۷دسمبر۱۸۶۸ء)

۸۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلددوم)ص:۴۰۴
۹۔ اِیضاً،ص:۴۰۵
۱۰۔ اِیضاً،ص:۲۳۱
۱۱۔ اِیضاً،ص:۲۲۹
۱۲۔ عبداللہ،ڈاکٹر،سید:''اردو ادب ۱۸۵۷ء تا ۱۹۶۶ء'' (لاہور،مکتبہ خیابان ادب،طبع اول ۱۹۶۷ء)ص:۶۵
۱۳۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلداول)ص:۸۸
۱۴۔ ایضاً
۱۵۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلددوم)ص:۴۷۰
۱۶۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلداول)ص:۲۱۸
۱۷۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقالہ''ہندوستانی زبان وادب ۱۸۷۳ء''مشمولہ''مقالات گارساں دتاسی''(جلداوّل)
۱۸۔ گارساں دتاسی،مقالات گارساں دتاسی(حصہ دوم)،ص:۵۴۴
۱۹۔ کنہیالال''تاریخ لاہور''(لاہور،وکٹوریہ پریس،۱۸۸۴ء)ص:۷۵
۲۰۔ ممتاز گوہر،ڈاکٹر:''پنجاب میں اردو ادب کا ارتقا''(لاہور،مغربی پاکستان اردو اکیڈمی،۱۹۹۷ء) ص:۱۱۵
۲۱۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلداول)ص:۳۹۲
اسی کتاب کا نام''جائزہ زبان اردو (پنجاب)''(مرتبہ)خواجہ عبدالوحید میں''حیانت الانسان عن دسوسۃ الشیطان''تحریر کیا گیا ہے(ص:۱۵۰)
۲۲۔ ''جائزہ زبان اردو (پنجاب)''میں نام''ابحث ضروری''لکھا ہے۔
۲۳۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلددوم)ص:۴۷۴
۲۴۔ گارساں دتاسی:''مقالات گارساں دتاسی''(جلداول)ص:۳۹۲-۳۹۳
۲۵۔ ایضاً(جلددوم)ص:۱۲۰
۲۶۔ ایضاً(جلداول)ص:۳۹۳
۲۷۔ عبدالقیوم،ڈاکٹر:''حالی کی اردو نثر نگاری''(لاہور،مجلس ترقی ادب،۱۹۶۴ء)ص:۸۰
۲۸۔ مولانا حالی جب لاہور پہنچے تو ان کا اندازِ تحریر مذہبی رنگ لیے ہوئے تھا۔ادبیت نہ ہونے کے برابر تھی۔ لاہور میں پنجاب بک ڈپو،سررشتہ تعلیم اور انجمن پنجاب سے منسلک ہونے کے بعد نئے رجحانات اور

اثرات نے ان کے خیالات کو مزید وسعت دی۔ یہ لاہور کی ادبی فضا ہی کا اثر تھا کہ بعدازاں ان کی جتنی بھی تصانیف منظرِ عام پر آئیں ان میں ادبی رنگ غالب رہا اور وہ زبان وادب سے متعلق تھیں۔

۲۹۔ گارساں دتاسی: ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد اول) ص: ۳۲۲-۳۲۳

۳۰۔ دتاسی نے ''پنجابی اخبار'' لاہور ۹ نومبر ۱۸۷۶ء کی اشاعت سے یہ معلومات بہم پہنچائی ہیں (دیکھیے مقالات دتاسی جلد دوم، ص: ۴۷۶-۴۷۷)

۳۱۔ ''نقوش'' (لاہور نمبر) ص: ۵۳۶

۳۲۔ گارساں دتاسی: ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد دوم) ص: ۱۶۳

۳۳۔ کتب کی یہ فہرست ''جائزہ زبان اردو (پنجاب)'' سے مرتب کی گئی ہے۔

مآخذ

۱۔ امداد صابری۔ ''فرنگیوں کا جال'' دہلی: علی محمد شیر میوات، ۱۹۷۹ء۔

۲۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر؛ فیاض محمود، سید:۔ (مرتبین) ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند'' (نویں جلد) لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۲ء۔

۳۔ عبدالقیوم، ڈاکٹر۔ ''حالی کی اردو نثر نگاری'' لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۴ء۔

۴۔ عبدالوحید، خواجہ۔ (مرتبہ) ''جائزہ زبان اردو (پنجاب)'' اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۵ء۔

۵۔ عبداللہ، ڈاکٹر، سید۔ ''اردو ادب ۱۸۵۷ء تا ۱۹۶۶'' لاہور، مکتبہ خیابان ادب، طبع اول ۱۹۶۷ء۔

۶۔ کنہیالال۔ ''تاریخ لاہور'' لاہور، وکٹوریہ پریس، ۱۸۸۴ء۔

۷۔ گارساں دتاسی۔ ''خطبات گارساں دتاسی'' (حصہ دوم) کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، اشاعت ثانی، ۱۹۷۴ء۔

۸۔ گارساں دتاسی۔ ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد اول) کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، طبع دوم، ۱۹۶۴ء۔

۹۔ گارساں دتاسی۔ ''مقالات گارساں دتاسی'' (جلد دوم) کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، طبع دوم، ۱۹۷۵ء۔

۱۰۔ ممتاز گوہر، ڈاکٹر۔ ''پنجاب میں اردو ادب کا ارتقا'' لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۷ء۔

۱۱۔ ''نقوش''۔ (لاہور نمبر) ادارہ فروغ اردو، فروری ۱۹۶۲ء۔

☆☆☆